

مولانا ابوریحان عبد الغفور، بنام ماسٹر محمد امین

گرامی قدر جناب مولانا محمد امین صاحب صفدر۔ وفقہم اللہ وایانا لہد سبب ویرضی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں ماہنامہ "التحیر" کے قارئین میں سے ہوں آپ کے مضامین دلچسپی سے پڑھتا ہوں بلکہ یہ رسالہ میں نے جاری ہی آپ کے قاطع غیر مقلدیت مضامین کی وجہ سے کرایا تھا۔ مرم ۱۳۱۶ھ کے شمارے میں آپ کا مضمون۔۔۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ۔۔۔ بھی دلچسپی سے پڑھا لیکن اس کا آخری حصہ آپ کے مقفانہ مقام و مرتبہ سے بہت فرو تر محسوس ہوا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ان کی شہادت کا ذکر تو آنا ہی تھا وہ آیا لیکن افسوس کہ اس طرح جسطرح امام باڑوں کی فائس عرا میں آیا کرتا ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے سنی بھی ان کی شہادت کا ذکر چونکہ اس طرح کرنے کے عادی ہیں اس لئے میں سمجھا کہ اسی عادت کے مطابق ہی آپ نے بھی چلتی آ رہی باتیں آگے چلتی کر دی ہیں۔ لیکن بعد میں آپ کا وہ مضمون نظروں سے گزرا جو آپ نے حضرت مولانا محمد امین صاحب اور کرنی کے جواب میں لکھا تھا۔ اس کے بعد پھر آپ کا وہ مضمون بھی پڑھنے کو ملا جس میں آپ نے مولوی ضیاء الرحمن ہزاروی شریک دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان کے بعض استفسارات کے جوابات دیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی بدیر "التحیر" کے قلم سے نکلی ہوئی اس حق بات کا صاف و شفاف نورانی چہرہ بھی اپنی اصلی حالت میں دیکھنے کا موقع ملا جس پر ادارہ "التحیر" نے شاید آپ کے مجبور کرنے یا کسی اور وجہ سے کالک مل دی تھی۔

ان سب چیزوں کے ملاحظہ کے بعد میرے لئے آپ کی وہ باتیں مضامین معمول کی باتیں نہ رہیں بلکہ ان میں وہی اعتقادی غلو اور مزاجی بے اعتدالی محسوس ہوئی جس کا آپ کو اپنے مخصوص اہداف یعنی غیر مقلدین سے شکوہ رہتا ہے۔ کیونکہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یزید کا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ ہونا نہ ہونا بھی صحابہ و تابعین کے دور سے اسی طرح اختلافی چلا آ رہا ہے جس طرح دوسرے فقہی اختلافی مسائل۔ چنانچہ اس سلسلہ میں صحابہ کی دو جماعتوں اور ان کے دو مختلف نظریوں کا ذکر تو آپ نے بھی کیا ہے، گو آپ نے خلع بیعت اور خروج سے منع کرنے والی جماعت صحابہ کے موقف کی یہ توجیہ کی ہے کہ انہوں نے صرف فتنہ سے بچنے کے لئے منع کیا تھا ورنہ جانتے مانتے وہ بھی یزید کو فاسق و فاجر ہی تھے لیکن یہ تو آپ نے صرف اپنا خیال ظاہر کیا ہے کوئی امر واقعہ تو بیان نہیں کیا اور آپ کا یہ خیال بھی آپ کے اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ "یزید کا فاسق و فاجر ہونا صحابہ میں اتفاقی تھا" جبکہ ابھی تک خود آپ کا یہ مفروضہ ہی شرمندہ ثبوت نہیں ہو سکا۔ غور کرنا چاہیے کہ آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آج جودہ

کیا ان صحابہ کرام اور اہل بیت نبوة عظام نے ایک فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کی بیعت کی تھی؟ کیا دوسروں کو بھی انہوں نے ایک فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کی ہی بیعت و اطاعت کی تھیں؟ حاشا و کلا! لہذا ان صحابہ کے بارے میں یہ کہنا کہ "انہوں نے مضیقہ سے بچنے کیلئے حضرت حسینؑ اور اہل مدینہ کو خروج اور قطع بیعت سے منع کیا تھا ورنہ جانتے مانتے وہ بھی یزید کو فاسق و فاجر، زانی و شرابی اور تارک صلوٰۃ و مہاپاپی ہی تھے"، بہت ہی بعید از عقل و قیاس ہے، بلکہ ان کے طرزِ عمل اور خروج و قطع سے منع کرنے کے لب و لہجہ اور ان کی دینی غیرت و حمیت کے پیش نظر ترین عقل و قیاس یہی ہے کہ اس کے نزدیک اسکا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ ہونا ہی سرے سے ثابت نہ ہوا تھا۔ لہذا صحابہ کرامؓ کی جن دو جماعتوں کے دو مختلف نظریوں کو آپؐ نے تسلیم کیا ہے۔ انکو تسلیم کرنے کے بعد اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یزید کا نفس فاسق و فاجر اور شرابی و زانی ہونا ہی صحابہ و تابعین میں مختلف فیہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ محققین و متاخرین اکابر اہل السنۃ نے بھی اس مسئلہ کو اختلافی ہی بتایا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ

الف۔ قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں یزید پر صرف لعنت کے جواز و عدم جواز کو ہی مختلف فیہ نہیں فرمایا بلکہ اسکی وجہ اور بنیاد یعنی اس کے موجب لعن افعال ناشائستہ کے ثبوت و عدم ثبوت کو بھی مختلف فیہ بتایا ہے۔ اور پھر جانہین کو حق بھی فرمایا ہے۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۸۴)

برکتہ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی یہ تحقیق، لائحہ الدرداری پر اپنی تعلیقات یوں نقل کی ہے۔

"قال الشيخ القطب الكنكوبى فى فتاواه الهندية: ان مدار ذالك على الثبوت، فمن ثبت عنده صدور هذه القبائح عن يزيد اباح اللعن عليه ومن لم يثبت عنده لم يباح وكلا الامرين صحيح موافق للماصل۔" (ص ۲۳۶ ج ۷ طبع جدید)

ب۔ اور ایک دوسری جگہ حضرت گنگوہی کی یہی تحقیق نقل کر کے اسی کو اپنا مسلک بتایا اور پھر یہ تلقین کرتے ہوئے کہ "اس بے فائدہ بحث میں مشغول نہ ہونا چاہیئے۔" یہ جملہ بھی لکھا ہے کہ:

"دلائل ہر فریق کے پاس نصوص سے بکثرت ہیں۔" (معارف شیخ ص ۶۶ تا ۶۸ ج ۱)

حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ کی اس تحقیق سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یزید پر لعنت کے جواز و عدم جواز کی طرح اس کا موجب لعن افعال ناشائستہ کا مرتکب ہونا نہ ہونا، بالفاظ دیگر اس کا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی ہونا نہ ہونا بھی مختلف فیہ ہے۔ اور دوسری یہ کہ یہ دونوں باتیں حق، صحیح اور اصول کے مطابق ہیں۔ اس سے موجب لعن افعال ناشائستہ کے صدور کو ثابت مان کر اس پر لعنت کے جواز کا قائل ہونا بھی اور ایسے افعال کے صدور کو ثابت نہ مان کر اس پر لعنت کے جواز کا قائل نہ ہونا بھی۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہ خلاف حق ہے نہ خلاف اصول اور نہ غلط۔ بالفاظ دیگر یوں کہیئے کہ اس کو فاسق و فاجر کہنا ماننا اگر حق اور صحیح ہے تو یہ کچھ اس کو نہ کہنا نہ ماننا بھی حق اور صحیح ہی ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرتے جانا بھی ضروری ہے کہ جب حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الحدیث کے فرمان کے مطابق یزید کے فاسق و فاجر وغیرہ وغیرہ ہونے کا قائل ہونا اور قائل نہ ہونا دونوں ہی باتیں

سوسال کے بعد اس گئے گزرے دور میں بھی آپ میں تو اتنی دینی غیرت و حمیت ہو کہ آپ تو یہ تک بھی برداشت نہ کر سکیں کہ کوئی یزید کے معاملہ میں توقف بلکہ اس کو فاسق کہنے میں ذرا سہارا مل ہی کرے لیکن ادھر صحابہ و اہل بیت نبوۃ میں (العیاذ باللہ) آپ جتنی بھی دینی غیرت و حمیت نہ ہو کہ وہ اسکو (جیسا کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن جظفہ (رضی اللہ عنہما) کے حوالہ سے نقل کیا ہے) اہبات اللہ اور لہسنی بیٹیوں، بہنوں تک سے زنا کرنے والا، شرابیوں اڑانے والا اور نمازیں برباد کرنے والا فاسق و فاجر جانتے مانتے ہوئے بھی نہ صرف خود اس کی بیعت پر قائم رہیں۔ بلکہ حضرت حسینؑ اور اہل مدینہ کو بھی اس کی دعوت دیں۔ (۱) اسکی بیعت نہ صرف یہ کہ خود نہ توڑیں، خود اس کے خلاف خروج (۲) نہ کریں بلکہ ایسا کرنے والوں کو بھی اللہ کا ڈر سنا کر اور اس کا واسطہ دیکر سختی کیساتھ اس سے منع کریں، اس کو "تفرقہ بین جماعت المسلمین" اور اپنے امام کے خلاف خروج کا نام دیں۔ (۱) نیز اس کو بلاوجہ و بلاجواز بتائیں (۲) صرف یہی نہیں بلکہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ وعیدیں سنائیں (۳) اس کی تعریف و تمجید کرنے کی بجائے اس کو غیر ممدود گردانیں۔ (۴) بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یزید کو حضرت معاویہؓ کے صلح اہل خانہ میں سے بتا کر اس کو اپنی بیعت و اطاعت دیدینے کی ہدایت کریں۔ (۵)

(۱) "وکتبت الیہم حجۃ بنت عبدالرحمن: تعظم علیہ ما یریدان یصنع و تامرہ بالطاعتہ و لزوم الجماعتہ" (البدایۃ ص ۱۶۳/ج ۸)

(۲) "وقد کان عبداللہ بن عمر بن الخطاب و جماعات اہل بیت النبوة ممن لم ینقض العہد ولا یباع احداً بعد بیعتہ لیزید۔"

- "لم یخرج احد من آل ابی طالب ولا من بنی عبدالمطلب ایام الحرۃ۔" (ایضاً ۲۳۲، ۲۳۳/ج ۸) - "لم یخلع یزید احد من بنی عبدالمطلب" (ایضاً ص ۲۱۸/ج ۸)؛

(۱) "اتقیاللہ ولا تفرقا بین جماعتہ المسلمین" (البدایۃ ص ۱۴۸/ج ۸)۔ "اتق اللہ فی نفسک ولا تخرج علی امامک" (ایضاً ص ۱۶۳/ج ۸)

(۲) قال ابوواقد اللثمی رضی اللہ عنہ: "بلغنی خروج الحسین بن علی فادرکتہ بہل فانا شدتہ اللہ ان لا یخرج فانا یخرج فی غیر وجہ خروج۔" (البدایۃ ص ۱۶۳/ج ۸)

(۳) عن عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) مرفوعاً: "ان الفادر ینصب لہ لواء یوم القیامۃ الخ" (بخاری ص ۱۰۵۴/ج ۲)۔ "ومن خلغ یدامن طاعتہ لقی اللہ یوم القیامۃ لاحقہ لہ۔" (مسلم ص ۱۲۸/ج ۲)

(۴) "اتق اللہ ولا تنزرب الناس بعضهم ببعض فواللہ ما محمد تم ما صنعتہم۔" (البدایۃ ص ۱۶۳/ج ۸)

(۵) "وان ابنہ یزید لمن صالحی اہلہ فالزموا مجالسکم واعطوا طاعتکم و بیعتکم" (بحوالہ حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق ص ۹۶)

حق، صبیح اور اصول کے موافق ہوئیں تو اس معاملہ میں دیوبندیت صرف اس کو فاسق و فاجر اور پلید و غیرہ ماننے کہنے میں ہی منحصر نہ رہی بلکہ اس کو یہ کچھ نہ مانا کھنا بھی دیوبندیت ہی ہوئی، اس کو یزیدیت یا خارجیت و ناصبیت جیسے نام دینا بجائے خود اکابر دیوبند کی تفلیط و تکذیب کرنا ہے کہ وہ جس بات کو حق، صبیح، اور اصول کے موافق قرار دے ہیں ان کے علی الرغم اس کو یزیدیت یا خارجیت و ناصبیت کا درجہ دیا جا رہا ہے۔

بنابرین حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی وغیرہما اکابر دیوبند (رحمہم اللہ) نے اگر یزید کو فاسق یا پلید لکھا ہے تو یہ انہوں نے اس بارے میں ایک حق اور صبیح بات کو اپنایا ہے۔ اگر کوئی ان کا ماننے والا اس کو فاسق و فاجر اور پلید و لید نہ کہنے لکھے تو وہ بھی ان اکابر کا پیرو اور دیوبندی مسلک کا متبع ہی ہوگا اس کو اکابر اور مسلک دیوبند کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کہا جائیگا کیونکہ اس کو بھی حق، صبیح اور اصول کے موافق ان اکابر دیوبند نے ہی فرمایا ہے۔ بلکہ اس کے حق اور صبیح ہونے کا انکار کرنا۔ اس کو یزیدیت و خارجیت وغیرہ کا نام دینا، یزید کو فاسق و فاجر نہ کہنے لکھنے والے کو (جبکہ اس کے علاوہ کوئی اور وجہ موجود نہ ہو) یزیدی و خارجی وغیرہ کہنا بجائے خود اکابر دیوبند اور مسلک دیوبند سے انحراف ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ یزید کو اگر فاسق و فاجر نہ کہا مانا جائے تو پھر بہت سے اکابر صحابہ، جلیل القدر تابعین اور اہل بیت کو فاسق کہنا لازم آئے گا۔" جیسا کہ آپ نے مولانا محمد امین صاحب کے جواب میں لکھا ہے۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ اس پر گفتگو انشاء اللہ آگے آ رہی ہے۔

ج۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس اللہ سرہ بھی یزید پر لعنت بھیجنے نہ بھیجنے اور ان دونوں کی وجہ کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یزید کے باب میں علماء قدیراً و حدیثاً مختلف رہے ہیں۔ بعض نے تو اس کو مغفور کہا ہے..... اور بعضوں نے اس کو ملعون کہا ہے۔" (امداد الفتاویٰ ص ۴۲۵ ج ۵)

پھر ہر ایک موقف کے استدلال پر گفتگو کر کے توسط و اعتدال اس بارے میں تفویض کو قرار دیا ہے۔ یہاں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی یزید کے صرف ملعون ہونے نہ ہونے کو ہی مختلف فیہ نہیں فرمایا بلکہ اس کے ملعون اور مغفور ہونے کو مختلف فیہ فرمایا ہے۔ اور کسی کے مغفور و ملعون ہونیکا دار و مدار چونکہ اس کے نیک و بد ہونے پر ہی ہوا کرتا ہے اس لئے اس سے یزید کے نیک و بد ہونیکا مختلف فیہ ہونا بھی خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔

د۔ دور کیوں جائیے! ماہنامہ "الخیر" کے ہی اسی شمارے میں جس میں آپ کا یہ مضمون شائع ہوا ہے آپ کے مضمون کے اختتام پر بالکل اس سے متصل ہی، کسی اور نے نہیں بلکہ خود الخیر کے اس وقت کے مدیر نے ہی یہ اظہار حق بھی کر دیا تھا کہ

"وامافسقه واللعن علیہ فہوامر مختلف فیہ۔" (الخیر محرم ۱۶ ۱۴۱۶ھ ص ۲۵)

یہ الگ بات ہے کہ پھر کسی مصلحت کی وجہ سے اس حق کے نورانی چہرے پر سبائیت کی کالک مل دی گئی یا ملوادی گئی۔

و۔ خود جامعہ خیر المدارس کے مفتیان کرام بھی آج سے بہت پہلے یہ فتوے دے چکے ہیں کہ

"یزید کیلئے ظالم، جابر، فاسق، ملعون وغیرہ صفات کا اثبات بھی محل نظر ہے۔ الخ" (خیر الفتاویٰ

ص ۱۲۸۵/ج ۱)

"یزید کے بارے میں مختلف باتیں کھی گئی ہیں..... حقیقت حال اللہ کو معلوم ہے، ہم پر لازم ہے کہ متناظر پہلو اختیار کریں۔" (ایضاً ص ۴۹۰/ج ۱)

اکابر دیوبند کی ان باتوں کی تائید درج ذیل شواہد سے بخوبی ہوتی ہے۔

الف۔ امام ابوالحسن اکیا الہر اسی شافعی (م ۵۰۴ھ) نے اگر یزید پر لعنت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ تو انہی کے ہم سبق امام غزالی شافعی (م ۵۰۵ھ) نے اس وجہ سے کہ ان کے نزدیک اس سے موجب لعن افعال کا صدور ثابت نہ تھا، اس کی تردید کی اور اس کے بالمقابل عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

وقال آخرون لأيجوز لعنة اذلم يثبت عندنا ما يقتضيه وبه اقتصى الغزالي۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۲۲)

ب۔ شیخ عبدالغنیث حنبلی (م ۵۸۳ھ) نے یزید کے حق میں کتاب لکھی ہے تو ابن الجوزی حنبلی (م ۵۹۷ھ) نے اس کے خلاف لکھی ہے۔

ج۔ علامہ تفتازانی، حنفی یا شافعی علی اختلاف القولین (م ۷۹۲ھ) نے شرح عقائد میں اس پر خوب لے دے کی اور اس کے ایمان تک میں بھی توقف کیا ہے تو حافظ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۳ھ) نے شرح فقہ اکبر میں اس پر سخت تنقید کی اور اسکا بھرپور رد کیا ہے۔

د۔ مورخین نے ایک طرف اگر اسکی مذمت میں حدیثیں نقل کی ہیں تو دوسری طرف انہوں نے ہی یہ تصریح بھی کی ہے۔ کہ ۔

"وقد اورد ابن عساکر احادیث فی ذم یزید بن معاویة کلها موضوعه لا یصح منها شئی واجود ماورد ما ذکرنا علی ضعف اسانید و انقطاع بعضه، والله اعلم۔" (البدایۃ ص ۲۳۱/ج ۸)

تنبیہ:۔۔۔ یہاں حافظ ابن کثیر نے ذم یزید سے متعلق "لا یصح منها شئی" کا جملہ لکھا ہے۔ اسی طرح کا جملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے متعلق بھی کہا گیا ہے۔۔۔۔۔ لم یصح فی فضائل معاویہ شئی" (فتح الباری ص ۱۰۴/ج ۷) لیکن ذم یزید والا یہ "لا یصح الخ" نہ صرف یہ کہ یاد نہیں رکھا بلکہ اس کو چھپایا بلکہ اس کو یاد رکھنے اور یاد دلانے والے کیلئے یزیدی اور خارجی جیسے فتوے تیار کر کے رکھے۔

ہ۔ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے تو کمال ہی کر دیا ہے کہ ایک طرف یزید کو اگر ان بارہ خلفاء اسلام میں شمار کیا ہے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "ان کے وقت تک اسلامی حکومت اچھی رہیگی۔۔۔۔۔" "ان کے دور خلافت میں اسلام معزز اور محفوظ رہیگا۔۔۔۔۔" "ان کے گزرنے تک دین ہمیشہ قائم رہیگا۔" (سیرۃ النبی ص ۳۸۸/ج ۳ دار الاشاعت کراچی) تو دوسری طرف اس سے صرف دو ہی ورق بعد اس کی تمت نشینی کو اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت کی اولین شب قرار دیا اور اس کو ان احادیث کا

مصدق ٹھہرایا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۰ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگنا ارشاد فرمایا ہے۔ (سیرۃ النبی ص ۳۹۲ ج ۳)

ان حقائق و واقعات اور اکابرین دیوبند کی تصریحات سے یہ بات آفتاب نیروز کی طرح واضح ہو گئی کہ یزید کے فن و فہم سے متعلق شروع سے ہی مختلف و متضاد باتیں کہی جاتی اور اکابر اہل السنۃ کی اس سلسلے میں ہمیشہ سے ہی موافق و مخالف دونوں ہی قسم کی آراء چلی آتی ہیں۔ اور اکابر اہل السنۃ کے مابین یہ اختلاف اس وقت تک معتبر نہیں ہو سکتا جب تک کہ خود صحابہ و تابعین میں ہی یہ اختلاف نہ رہا ہو کیونکہ اگر صحابہ و تابعین کا یزید کے فن و فہم پر اتفاق و اجماع مان لیا جائے (جیسا کہ آپ نے باور کرانے کی کوشش کی ہے) تو پھر بعد والوں کو تو اس میں اختلاف کرنے کا کوئی حق ہی نہیں رہیگا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو خود ان کا اختلاف کرنا ہی، اجماع صحابہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ٹھہرے گا حالانکہ علماء اہل السنۃ میں سے کسی نے بھی اسکو غلط نہیں ٹھہرایا۔ اس لئے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یزید کے فاسق و فاجر اور زانی و شرابی ہونے کا مسئلہ صحابہ و تابعین میں بھی اختلافی ہی تھا اتفاقی و اجماعی ہرگز ہرگز نہ تھا۔ جس نے اتفاق کا دعویٰ کیا ہے مضطرب و متعین اور بلا دلیل ہے۔

اور ایسے اختلافی مسائل کا حکم آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ ان میں اختیار تو انسان جس جانب کو چاہے کر سکتا ہے لیکن اسکی تائید و ترجیح میں ایسا طریقہ اختیار نہیں کر سکتا جس سے دوسری جانب کی بالکلیہ ایسی تردید و تخطیط ہو جاتی ہو کہ اس میں سرے سے جواز کی بھی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ کیونکہ اختلافی مسائل میں خصوصاً جن میں صحابہ و تابعین سے اختلاف چلا آ رہا ہو کسی بھی جانب کی نہ قطعی فصیح کی جا سکتی ہے۔ نہ قطعی غلط۔ اس لئے کسی جانب کی تائید و ترجیح میں کوئی خواہ مخواہ گنتی ہی دادِ تحقیق کیوں نہ دے ڈالے، قیل و قال اور ایراد و اعتراض سے وہ خالی نہیں ہو سکتی۔

جب یہ معاملہ بھی اختلافی ہوا تو آپ بھی اگر اس میں یہی طریقہ تحقیق اختیار کرتے تو یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ وغیرہ کہنے کے باوجود بھی شاید کسی سنی عالم کو آپ سے اختلاف نہ ہوتا۔ آپ کے نزدیک واقعہ کر بلا وغیرہ کا حل اگر یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ بنانے میں ملتا ہے تو جہاں اوروں نے اس کو یہ کچھ کہا ہے آپ بھی ضرور کچھ لیتے لیکن اس میں اتنا غلو کرنا آپ کی شان کے لائق نہ تھا جس سے دوسری جانب کے صحابہ و تابعین کی عزت و حرمت مروج ہونے بغیر نہیں رہی۔

آپ نے یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ ثابت کرنے میں کتنا زور مارا ہے لیکن آپ کی کوئی ایک دلیل اور کوئی ایک بات بھی ردو کہ اور جرح و قدح سے خالی نہیں۔ مثلاً دیکھیے۔

۱۔ آپ نے یزید کے فوق و فہم گنوائے ہوئے لکھا ہے کہ جب وہ

"بادشاہ بنا تو اس نے سب سے پہلا اعلان یہ کیا کہ حضرت معاویہ مسلمانوں کو بحری جہاد پر بھیجتے تھے میں کسی مسلمان کو بحری جہاد پر نہ بھیجوں گا اور حضرت معاویہ تمہیں روم کے (کافروں) کے ساتھ جہاد کیلئے بھیجتے تھے میں تمہیں بالکل نہیں بھیجوں گا"۔ (التحریر مرم ۱۴۱۶ھ ص ۲۳۰) اور پھر اس سے نتیجہ آپ نے یہ نکالا ہے کہ

باقی آئندہ

"یعنی اب کافروں سے جہاد بند کر دیا گیا۔" (ایضاً)